حُسْنُ الْمَقْصِدِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

حُسنُ المَقصِدِ

فِی

عَمَلِ المَولِدِ

تصنیف

شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم

حضور فیضِ ملت، مفسر اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند،

حضرت علامہ حافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نظرِ ثانی: حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالیٰ

سنِ اشاعت: صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق نومبر 2015ء

☆ ...... ☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿اُویسی گھرانہ آباد رہے﴾

حضورفیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلے عرس مبارک پر حضورفیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا محمد افضال اخوندزادہ حافظ آبادنے اپنے بیان میں فرمایا آج (کچھ حضرات) چار کتابیں لکھ کرقوم کے سامنے بہت بڑے مصنف بننے کی کوشش کرتے ہیں، آؤ حضورفیضِ ملت والدین کی تصنیفی خدمات دیکھو کہ مختلف علوم وفنون پر چار ہزار سے زائد کتابیں لکھیں مگرسادگی کی زندہ مثال تھے، کبھی اپنا فوٹوکسی اخبار یاٹی وی میں نہیں آنے دیا۔ وہ فرماتے تھے بس میرے کریم راضی ہو جائیں۔ حضورفیضِ ملت کی ایک چشم دیدکرامت بیان کرتے ہوئے انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ مجھے اہل تشیع نے زہردے دیا، میرا معدہ پھٹ گیا، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، میں حضورفیضِ ملت کی خدمت حاضرہوا اپنی پریشانی اور بیماری کا ذکرکیا تو آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاءدی آج میں آپ کے سامنے حضورفیضِ ملت کی زندہ کرامت کھڑا ہوں آپ نے مجھ پر بہت مہربانی فرمائی بہت کچھ دیا اور بلا مبالغہ عرض کرر ہاہوں کہ آپ کے صاحبزادگان آپ کے علمی وروحانی فیضان سے فیضیاب ہیں، یہ اپنے عظیم والدگرامی کا مظہرہیں، سادہ طبیعت ہیں، سب سے بڑی اہم بات اس گھرانے کی یہ ہے کہ یہاں عشقِ رسول ﷺ کی خیرات ملتی ہے میری دلی دعاہے کہ:

''اللہ کرے اویسی گھرانہ آبادرہے''۔(آمین)

☆......☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿مختصر سوانحی خاکہ﴾

مترجم: حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب۔

از: ملک محمد صادق موتھا (مرحوم)۔

نام: محمد فیض احمد۔ **کنیت**: ابوالصالح۔ **تخلص و نسبت**: قادری اُویسی، رضوی۔

ولدیت: مولانا نوراحمد صاحب اویسی۔

خطابات: استاذ العلماء، مفسر اعظم پاکستان، عمدۃ المحدثین، فیضِ ملت، فیضِ مجسم، صاحبِ تصانیف کثیرہ، رئیس التحریر، محدث بہاولپوری۔

سن پیدائش: 1932ء۔ **جائے پیدائش**: بستی حامد آباد، ضلع رحیم یار خان۔

ذات: جٹ لاڑ (جام)۔

شجرہ نسب: آپ کا شجرہ نسب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

خاندانی پیشہ: زراعت / کاشتکاری۔

ابتدائی تعلیم: اپنے والد ماجد مولانا نور احمد اویسی صاحب سے حاصل کی۔

حفظ قرآن: استاد حافظ جان محمد، حافظ سراج احمد، حافظ غلام یٰسین صاحبان۔

درسِ نظامی: خورشید ملت علامہ حضرت خورشید احمد فیضی اور مولانا عبد الکریم اعوان فیضی، مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

دورۂ حدیث: محدثِ اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (فیصل آباد)۔

درس و تدریس: علامہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب نے 1952ء میں اپنی بستی حامد آباد میں مدرسے کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بہاولپور آمد: 1963ء میں آپ بہاولپور تشریف لائے اور قطعۂ اراضی ۵ کنال خرید کر سیرانی مسجد اور مدرسہ جامعہ اُویسیہ رضویہ کی بنیادیں استوار کیں، آج یہ عالیشان مسجد اور مدرسہ محکم الدین سیرانی روڈ پر دکھائی دیتا ہے۔

مشہور اُردو کتب: ''سفرنامہ شام وعراق''، ''فتاویٰ اُویسیہ''، ''شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدیں''، ''تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان'' (۳۰ جلدیں)، ''ذکر سیرانی''، ''ترجمہ وتشریح صحاح ستہ''، ''ترجمہ کیمیائے سعادت''، ''ترجمہ احیاء العلوم''، ''ترجمہ مکاشفۃ القلوب''، ''ترجمہ شرح الصدور''، ''ترجمہ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ''، ''ترجمہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' (قیامت کی نشانیاں)، ''اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ اُردو ترجمہ (جہنم سے بچانے والے اعمال)''، ''فرشتے ہی فرشتے''، ''جن ہی جن''، ''سیرت حبیبِ کبریا (۱۰ جلدیں)''، ''صدائے نوی شرح اردو مثنوی معنوی (۱۷ جلدیں)''۔

مشہور سرائیکی کتابیں: ''تاریخی کتاب ابن جریر طبری کا سرائیکی ترجمہ''، ''سرائیکی نعتوں کا مجموعہ''

،''شرح دیوانِ فرید''، ''ترجمہ کریما سعدی''، ''سرائیکی ترجمہ تنویر الملک مع حواشی''، ''سائنس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دے قدماں وِچ''۔

سندھی زبان میں کتب: ''بدعت چا آھی''، ''کاروکاری جو تباہ کاریاں''۔

کتابوں کی کُل تعداد: علامہ اُویسی صاحب کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہیں۔

اولاد: علامہ اُویسی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے مفتی محمد صالح اویسی علیہ الرحمہ، علامہ محمد عطاء الرسول اویسی صاحب، صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی صاحب، علامہ محمد ریاض احمد اویسی صاحب اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔

تلامذہ: علامہ اُویسی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ پوری دُنیا میں اُن کے تربیت یافتہ علماء موجود ہیں۔

سیرو سیاحت: سعودی عرب، شام، عراق اور انگلینڈ (انگلینڈ میں ۳ ماہ قیام کے دورانِ ترجمہ فیض القرآن مکمل کیا)۔

وصال: ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بعد نمازِ فجر۔

مزار: اپنے قائم کردہ دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرجع خلائق ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

امابعد! مجھ سے سوال ہوا کہ ربیع الاول میں میلاد شریف شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے اور اس کے کرنے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟

میلاد کا طریقہ: میلاد اسی کو تو کہتے ہیں کہ لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھیں اور وہ روایات پڑھیں اور سنیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح وہ آیات پڑھیں اور سنیں جو آپ کی ولادتِ مقدسہ کے متعلق ہیں اور پھر کھانا (شیرینی) بانٹتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

جواب: میرے نزدیک جائز ہے اور یہ وہ بدعتِ حسنہ ہے کہ جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اس میں ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کا اظہار ہے، دوسرے آپ کی ولادتِ مبارکہ فرح و سرور کا اظہار۔

سب سے پہلے میلاد کی مجلس قائم کرنے والا: سب سے پہلے مجلسِ میلاد کو اہتمام

کے ساتھ ''اِربلْ'' (۱) کے بادشاہ مظفر ابوسعید کوکبریٰ ابن زین الدین علی بن بکتکین نے منعقد کیا۔

بادشاہ موصوف کا تعارف: بڑا بزرگ بادشاہ اور سخی مرد تھا اور اس کی نیکی کی بڑی یادگاریں قائم ہیں ،منجملہ ان کے ایک یہ اُنہوں نے جبلِ قاسیون (شام) میں ایک جامع مسجد مظفری تیار کرائی۔ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ بادشاہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کی ایک بڑی محفل قائم کرتا تھا۔ بڑا دانا، بہادر اور جری عاقل عالم اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور بہشت میں اعلیٰ مقام تیار فرمائے۔ (۲)۔

اس کے لئے شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے ایک کتاب میلاد کے موضوع پر بنام ''اَلتَّنْوِیْرُفِیْ مَوْلِدِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ'' تصنیف فرمائی۔ بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار انعام عنایت فرمایا۔

عرصہ دراز تک اس کی بادشاہت رہی یہاں تک کہ انگریزوں کے محاصرہ کرتے ہوئے ''عَکّا'' (۳) شہر میں ۶۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (۴)۔

خلاصہ یہ کہ بادشاہ موصوف محمود السیر ۃ والسریرۃ تھا۔ ۵

بادشاہ موصوف اور جشن میلاد شریف کے اخراجات: سبط ابن الجوزی'' مرآۃ الزمان'' میں فرماتے ہیں: مجھے یہ واقعہ اس نے سنایا ہے جو بادشاہ موصوف کی میلاد شریف کی بعض محفلوں میں شریک ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے خود گِنا ہے کہ اس میلاد شریف میں پانچ ہزار بکریاں اور دس ہزار مرغیاں، ایک سو گائے ذبح ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ پراٹھے اور تیس ہزار حلوے کے تھال پکائے گئے۔

میلاد شریف میں شریک ہونے والے: علاوہ عوام الناس (۶) کے بیشمار علماء کرام وصوفیہ عظام اس کی محفلِ میلاد میں مدعو ہوتے اور بادشاہ ان علماء وصوفیہ پر زرِ کثیر خرچ کرتا اور بیشمار انعامات پیش کرتا بلکہ صوفیہ کرام کے لئے علیحدہ سے فجر تا عصر مجلسِ سماع قائم کرتا اور اس کے ساتھ وجد میں شریک رہتا۔ صرف میلاد شریف پر ہی تین

۱ ''اِربلْ'' مضافاتِ موصل میں سے ایک معروف شہر ہے۔

۲ البدایة والنهایة،الملک المظفر ابوسعید کوکبری،الجزء الثالث عشر، الصفحة ۱۳۶، مکتبة المعارف بیروت

۳ شام کے ساحل پر اردن سے متصل ایک قدیم تاریخی کے رَتمی شہر ہے اسے ''عَکَّۃُ'' بھی کہا جاتا ہے۔

۴ بعض تواریخ میں ان کا انتقال ۶۳۲ھ لکھا ہے۔

۵ البدایة والنهایة،الملک المظفر ابوسعید کوکبری،الجزء الثالث عشر، الصفحة ۱۳۷، مکتبة المعارف بیروت۔

لاکھ دینار صَرف کرتا۔

بادشاہ کی سخاوت ، ایثار اوردیگر کارنامے: (۱)ایک سرائے بنوایا جس میں ہرآنے والے کو عام کھانا ملتا، طرفہ یہ کہ ہرقسم کے آدمی کو حسبِ شان کھانا پہنچتا۔اس کی اس سرائے کا سالانہ خرچہ ایک لاکھ دینار تھا۔

(۲) ہرسال بادشاہ موصوف دولاکھ دینار خرچ کر کے عیسائیوں سے قیدی آزاد کراتا تھا۔

(۳) حرمین طیبین پراورحجاز مقدس کے مختلف مقامات پر پانی کی فراہمی پر ہرسال تین ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔

(۴) خفیہ خیرات کا سلسلہ اس کے علاوہ تھا۔

بادشاہ موصوف کی سادگی کا واقعہ: اس کی زوجہ ربیعہ بنت ایوب یعنی بادشاہ ناصرالدین کی ہمشیرہ فرماتی ہیں کہ اس کی قمیص کھدر کی ہوتی جس کی قیمت صرف پانچ درہم ہوتی تھی۔ایک دن میں نے اسے جھڑکا کہ تم بادشاہِ وقت ہو کم ازکم لباس تواچھا ہونا چاہیے جواباً فرمایا:

"لُبسِیُ ثَوُبًا بِخَمُسَةٍ وَأَتَصَدَّقُ بِالُبَاقِیُ خَیرٌ مِنُ أَنُ أَلُبسَ ثَوُبًا مُثمَّنًا وَأَدَعَ الُفَقِیُرَ وَالُمِسُکِیُنَ".

یعنی میرالباس پانچ درہم کی قیمت کا ہونا مناسب ہے تاکہ باقی میں غرباء پر تقسیم کروں۔یہ مروت کے خلاف ہے کہ میں قیمتی لباس پہن کر عیش کروں اور فقراء ومساکین کو محروم رکھوں۔

مصنف "التنویر" یعنی ابوالخطاب کا تعارف: ابن خلکان حضرت ابوالخطاب (۷) بن دحیہ کے تعارف میں فرماتے ہیں: " کَانَ مِنُ أَعُیَانِ الُعُلَمَاءِ وَمَشَاهِیرِ الُفُضَلاءِ". یعنی وہ بڑے برگزیدہ علماء کرام اورمشہور فضلاءِ عظام میں سے تھے۔

۶ وفیات الاعیان لابن خلکان میں ہے کہ"عوام اس کی محفل کے لئے دوردور سے آتے اوراس کی حسنِ عقیدت کو دیکھ کر ہرسال جمع ہوتے اورمحرم الحرام سے لے کر ربیع الاوّل کے پہلے ہفتہ تک برابر تک آتے رہتے اور سلطان موصوف ان کے لئے لکڑی کے چار پانچ منزلہ کے عارضی مکان بنواتا اور صفر کے پہلے ہفتہ سے ان مکانات کی زیبائش وآرائش شروع ہوجاتی۔(یہ حاشیہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵ کا ہے)۔

۷ آپ حضرت دحیہ کلبی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے جن کے متعلق امام زرقانی فرماتے ہیں کہ وہ علم حدیث کے بڑے اورراسخ فی العلم تھے۔صَرف،نحو،لغت، تاریخ عرب ودیگرفنونِ علمیہ میں یکتا تھے،اندلس، دیارِ مصر،شام دیارِ شرقیہ وغربیہ،عراق،خراسان وغیرہ میں علم حدیث حاصل کر کے بہت بڑے محدث نامدار بنے۔دین کی بڑی خدمت کی،بڑے بڑے ملکوں میں پہنچ کر بڑے بڑے علماء وفضلاء کو علومِ دینیہ سے افادہ وافاضہ فرمایا۔ ۶۰۴ھ میں شہرِاربل پہونچے جہاں اُنہوں نے یہی کتاب لکھی اور بادشاہ سے انعام پایا۔فقط اُویسی غفرلہ۔

مغربی ممالک سے تشریف لائے، شام وعراق سے ہوتے ہوئے اربل میں ۶۰۴ھ میں پہنچے۔ اربل میں بڑے عظیم الشان بادشاہ مظفر الدین بن زین الدین سے ملاقات ہوئی۔ وہ میلادِ نبوی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے، ان کی خاطر " التنویر فی مولد البشیر النذیر" (۸) نامی کتاب تصنیف فرما کر خود بنفس نفیس بادشاہ موصوف کو سنائی جس پر بادشاہ موصوف نے آپ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا اور فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی ایک بار وہی کتاب ۶۲۵ھ میں بادشاہ کو چھ مجلسوں میں سنائی۔ (۹)۔

فائدہ: شیخ (۱۰) تاج الدین عمر بن علی اللخمی سکندری جو فاکہانی کے نام سے ہیں، متاخرینِ مالکیہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میلاد شریف بدعتِ سیئہ ہے، اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی بنام " اَلْمَوْرِدُ فِی الْکَلَامِ عَلٰی عَمَلِ الْمَوْلِدِ"۔

فاکہانی کے اعتراضات کا خلاصہ: میں اس کتاب کے مضمون کی تردید کروں گا چنانچہ چند ایک اقتباسات حاضر ہیں۔

مصنف مرحوم نے فرمایا "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَاالخ" ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے میلاد شریف کے بارے میں مجھ سے پوچھا کہ کیا اس کی شریعت میں کوئی اصل بھی ہے یا یہ بدعت ہے؟ میں نے جواباً کہا اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، نہ کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے اور نہ ہی حدیث میں اور نہ ہی سابقہ علماء اور سلف صالحین کی تصنیف میں بلکہ یہ ایک بدعت ہے جو باطل پرست لوگوں نے کھانے پینے کے ڈھنگ بنائے کیونکہ جب ہم نے اسے احکامِ شرعیہ پر تولا تو کسی ایک پر بھی یہ عمل صحیح نہ اترا۔ اس لئے احکامِ شرعیہ یا واجب ہوتے ہیں یا مندوب (مستحب) یا مباح یا مکروہ یا حرام۔ یہ عمل بالاجماع نہ واجب ہے اور نہ مندوب (مستحب)، کیونکہ مندوب (مستحب) وہ فعل ہے جس

۸۔ وفیات الاعیان لابن حلکان، الحافظ ابن دحیۃ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۴۴۹، مکتبہ دار صادر بیروت، میں کتاب کا نام "التنویر فی مولد السراج المنیر" درج ہے۔

۹۔ وفیات الاعیان لابن حلکان، الحافظ ابن دحیۃ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۴۴۹، مکتبہ دار صادر بیروت۔

۱۰۔ شیخ موصوف سے قبل محفلِ میلاد پر اجماع ہو چکا تھا کیونکہ شیخ موصوف کی ولادت ۶۵۴ھ میں ہوئی اور انعقادِ مجلس کا اجماع ۶۰۴ھ میں ہوا کیونکہ جس وقت بادشاہ مظفر نے مجالس قائم کرائیں اس میں وقت کے جید علماء کرام ومحدثین وفقہاء اور صوفیہ کرام شمولیت فرماتے تھے۔ اگر ایک عالم پچاس سال بعد اختلاف کرے تو اس کا اختلاف مسئلہ کی نوعیت کو تبدیل نہیں کرتا پھر ان کے بعد کے بڑے جید علماء مثلاً امام قسطلانی، امام ابنِ حجر، حضرت حلبی، حضرت ملا علی قاری نے تردیدیں لکھیں اور یہاں پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مستقل تردید فرما رہے ہیں۔

کا شرعاً مطالبہ تو ہومگراس کے تارک کی مذمت نہ کی جاتی اور ظاہر ہے کہ اس عمل میلا د کی نہ تو شرع نے اجازت بخشی ہے اور نہ اسے صحابہ اور تابعین نے کیا ہے اور نہ ہی سلف صالحین سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی میرا جواب ہوگا قیامت میں جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے متعلق پوچھے اور یہ فعل مباح بھی نہیں جسے ہم جواز کا فتویٰ دیں کیونکہ بدعت بالا جماع ناجائز ہے صرف مکروہ اور حرام کا پہلو باقی رہ گیا۔ اسے ہم دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں اور دو حال بتا کر ثابت کرینگے کہ میلاد ہر طرح سے ناجائز ہے۔

فاکھانی کے دلائل: (۱) کوئی بھی جب اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو وہ یا اپنے لئے یا دوستوں کے لئے یا اپنے اہل وعیال کے لئے اور بس اور اس میں سوائے کھانے پینے کے اور کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کوئی کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ عمل میلاد تو بدعتِ سیئہ ہی تو ہے کہ جسے نہ سلف صالحین فقہاء کرام نے کیا اور نہ علماءِ امت نے جو اپنے زمانہ کے چوٹی کے عبادت گزار اور خدا ترس حضرات تھے اور پھر بدعت میں کھانا پینا اور حرام کا ارتکاب ہوا۔ بنا بریں ان کا یہ طعام پکانا جرم نہ ہوا تو اور کیا ہے۔

(۲) خصوصاً جس طعام میں جرم کو دخل ہو اور اسے بے ترسی سے کھایا جائے یہاں تک کہ دینے والے کے لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں اور پھر وہ مجبور ہو کر دیتا ہے اگر اس کے دل سے پوچھو تو وہ اس سے خون کی ندیاں بہا دے لیکن اسے حیاء مانع ہے۔ علماء سے پوچھو وہ فرماتے ہیں کسی سے حیاء کی رکاوٹ کے وقت کچھ لینا تلوار مار کر لینے سے زیادہ سخت ہے۔ پھر ظلم بر ظلم یہ کہ میلاد اور پھر سرود جو آلاتِ باطلہ جیسے دف، نقارے بجانے کے علاوہ بے ریش لڑکوں اور فاحشہ عورتوں کا اجتماع اور اس میں ناچنا اور یومِ حساب سے بالکل خالی الذہن ہو کر لہو ولہب میں غرق ہو جانا، اسی طرح عورتوں کا ٹولیاں بنا کر گانا اور شریعت کی چادر سے دور ہٹ کر ایسے غلط امور میں منہمک ہونا کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے خبر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ o'' (۱) **ترجمہ:** بیشک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

ان امور کی حرمت میں کیا کسی کو شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کی مشروعیت کا حکم کوئی صاحبِ عقل وفہم دے سکتا ہے ہاں جن کے قلوب مردہ ہیں اور وہ لوگ جو جرم اور گناہ کو کوئی شئے نہیں سمجھتے وہ اسے ضرور ذوق کی چیز سمجھتے ہیں بلکہ رونا تو اس بات کا ہے کہ وہ ایسے امور کو عبادت سمجھتے ہیں چہ جائیکہ وہ انہیں بُرا یا حرام قرار دیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

(۱) الفجر: ۸۹/۱۴۔

سچ ہے ''اسلام غربت کی حالت سے شروع ہوا اور عنقریب غربت ہی پر لوٹ جائے گا''۔

کیا خوب فرمایا امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے:

'' قَدْ عُرِّفَ الْمُنْكَرُ وَاسْتُنْكِرَ الْمَعْرُوْفُ فِى أَيَّامِنَا الصَّعْبَةَ ''

''وَصَارَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِىْ وَهْدَةٍ وَّصَارَ أَهْلُ الْجَهْلِ فِىْ رُتْبَةٍ ''

'' حَادُوْا عَنِ الْحَقِّ فَمَا لِلَّذِىْ سَارُوْا بِهِ فِيْهَا مَضٰى نِسْبَةً ''

'' فَقُلْتُ لِلْأَبْرَارِ أَهْلِ التُّقٰى وَالدِّيْنِ لِمَا اشْتَدَّتِ الْكُرْبَةَ ''

'' لَا تُنْكِرُوْا أَحْوَالَكُمْ قَدْ اٰتَتْ نَوْبَتُكُمْ فِىْ زَمَنِ الْغُرْبَةَ ''

ترجمہ: ہمارے مشکل بھرے دور میں بُرائیاں برسرِ میدان اور نیکیوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔

(۲) اہلِ علم ذلت میں اور جاہل لوگ اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

(۳) یہ لوگ راہِ حق سے الگ ہو گئے ہیں اور ان سے پہلوں کا کیا حال ہوگا جو ان کے راستے پر چلے۔

(۴) میں نے نیک لوگوں اور دین والوں کو کہا جبکہ سختیاں حد سے بڑھیں

(۵) اپنے احوال کو بُرا نہ مناؤ کہ تمہاری باری دین کے غربت کے دور میں آئی۔

اور امام ابوعمرو بن العلاء نے بھی بہت خوب فرمایا کہ:

'' لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا تُعُجِّبَ مِنَ الْعَجَبِ''

ترجمہ: لوگ بھلائی ہی میں رہیں گے جب تک کہ وہ عجب میں مبتلا نہ ہوئے۔

علاوہ ازیں جس طرح ربیع الاوّل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے اسی طرح آپ کی وفات کا بھی، پھر غم کے بجائے خوشی کو ترجیح کیوں؟

ہمارے ذمہ جو کچھ تھا ہم نے کہہ دیا اللہ تعالیٰ سے حسن قبول کی امید ہے۔

جوابات از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: جو کچھ فاکہانی نے اپنے رسالہ میں کہا اب ہم اس کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔

'' قَوْلُهٗ: لَا أَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ أَصْلًا فِىْ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ '' یعنی میلاد کا ثبوت مجھے نہ تو کتاب اللہ میں ملا ہے اور نہ ہی سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں۔

اقـــول: کسی شے کا علم نہ ہونا شے کے وجود کی نفی نہیں کرتا حالانکہ اس کی اصل حدیث میں ملتی ہے جسے امام الحفاظ ابوالفضل احمد بن حجر نے بیان فرمایا ہے اور میں نے بھی حدیث سے استنباط کیا ہے جن کا تفصیلی بیان عنقریب آئے گا۔(ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

"قَوْلُهُ: بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ أَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ وَلَا الْعُلَمَاءُ الْمُتَدَيِّنُوْنَ".

یعنی بلکہ میلاد تو بدعت ہے جسے باطل پرست لوگوں نے ایجاد کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ علمائے دین میں کسی کا عمل ثابت نہیں۔

اقـــول: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میلاد شریف اہتمام سے کرنا ایک عادل عالم بادشاہ کی ایجاد ہے جس سے اس کا مقصود صرف رضائے الٰہی تھا اور پھر اس کی محفل میں علماء کرام وصلحاء عظام تشریف لاتے اور پھر ابن دحیہ جیسے عالم بھی اس میں شریک ہوئے بلکہ اس پر ایک مستقل تصنیف بھی فرمائی۔ کیا وہ حضرات علمائے دین نہیں تھے جنہوں نے اس عمل کو بنظر استحسان دیکھا اور پھر اس میں شریک ہوئے اور کسی قسم کا اعتراض بھی نہ کیا۔

"قَوْلُهُ: وَلَا مَنْدُوْبًا لِاَنَّ حَقِيْقَةَ الْمَنْدُوْبِ مَاطَلَبَهُ الشَّرْعُ" یعنی نہ ہی میلاد مندوب (مستحب) ہے کیونکہ مندوب (مستحب) وہ ہے جس کا شرعاً مطالبہ ہو۔

اقول: مندوب (مستحب) کے لئے کبھی شرعی مطالبہ نص کی رُو سے ہوتا ہے اور کبھی قیاس کی رُو سے، یہاں اگرچہ نص کی رُو سے نہ بھی سہی، قیاس کی رُو سے تو ہے جس کی اصل وہ احادیث ہیں جن کا عنقریب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

"قَوْلُهُ: وَلَا جَائِزٌ اَنْ يَكُوْنَ مُبَاحًا الخ"

یعنی میلاد مباح بھی نہیں اس لئے کہ بدعت کی اباحت کے لئے اجماع نے اجازت نہیں دی۔

اقـــول: اس کی دلیل بھی غیر مسلم ہے کیونکہ بدعت صرف حرام ومکروہ میں منحصر نہیں بلکہ بدعت کبھی مباح اور مندوب (مستحب) اور واجب بھی ہوتی ہے۔ امام نووی "تهذيب الاسماء واللغات" میں فرماتے ہیں۔

"اَلْبِدْعَةُ فِي الشَّرْعِ هِيَ اِحْدَاثُ مَالَمْ يَكُنْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهِيَ مُنْقَسِمَةٌ اِلٰى حَسَنَةٍ وَقَبِيْحَةٍ".

یعنی بدعت شریعت میں اس فعل کو کہتے ہیں جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نہ ہوا اور وہ بدعت دو قسم کی ہے، حسنہ وقبیحہ (سیئہ)۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام "القواعد" میں فرماتے ہیں۔

" اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ إِلٰی وَاجِبَةٍ وَمُحَرَّمَةٍ وَمَنْدُوْبَةٍ وَمَكْرُوْهَةٍ وَمُبَاحَةٍ ".

یعنی بدعت کی (پانچ) قسمیں ہیں۔(۱)واجب (۲) حرام (۳) مندوب (مستحب) (۴) مکروہ (۵) مباح۔

پھر فرماتے ہیں ان اقسام کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو ہم قواعد شرع کے سامنے لائیں گے اگر وہ ایجاب کے قواعد میں داخل ہو تو وہ بدعت واجبہ ہوگی، اگر وہ تحریم کے قواعد میں داخل ہو تو وہ بدعت حرام ہوگی، اگر وہ ندب کے قواعد میں ہو تو وہ مندوب ہوگی، اگر وہ مکروہ میں ہو تو مکروہ، اگر مباح میں ہو تو مباح۔ پھر اُنہوں نے ان ہر ایک کی مثالیں بیان فرمائیں یہاں تک کہ فرمایا بدعت مندوبہ کی چند مثالیں یہ ہیں:

(۱) مہمان خانے و مدارس کا قائم کرنا۔ (۲) ہر وہ نیکی طریقہ قرونِ اولیٰ میں نہیں تھا۔

(۳) تراویح۔ (۴) تصوف اور جدل کے دقائق میں گفتگو کرنا۔

(۵) مسائل کے لئے دلائل کی محفلیں بنانا، بشرطیکہ ان میں مقصود صرف رضائے الٰہی ہو۔ (۱۲)۔ امام بیہقی نے "مناقب شافعی" میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی اسناد نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہے:

(۱) وہ بدعت جو قرآن وحدیث اور صحابہ کرام و تابعین وغیرہم کے اقوال اور اجماع کے مخالف ہو وہ بدعتِ ضلالہ (سیئہ) ہے۔ (۲) وہ نوایجاد فعل جس کی بنیاد خیر پر ہو تو اس کے جواز میں کسی کو بھی اختلاف نہیں، ایسی بدعت مذموم نہیں۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف کی تراویح کا اہتمام کر کے فرمایا: " نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ". یعنی یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

یہ فعل نو ایجاد پہلے نہ تھا۔ جب ایسی بدعت کا یہ حال ہے تو اسے رد کرنا کیسا جیسے گزرا۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آخری بات ہے۔ (۱۳)۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ تاج الدین فاکہانی کا قول "وَلَا جَائِزٌ أَنْ يَكُوْنَ مُبَاحًا الخ" اور اس کا قول کہ اسے ہم بدعت مکروہ سے تعبیر کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ سب مردود ٹھہرے، کیونکہ یہ عمل بدعتِ سیئہ میں سے نہیں اور نہ ہی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آثارِ صحابہ و تابعین وغیرہم اور اجماع کے خلاف ہے کہ

۱۲ تھذیب الاسماء واللغات ،الجزء الاول من القسم الثانی،الصفحة ۲۲ ،دار الکتب العلمیة بیروت۔

۱۳ مناقب الشافعی للبیهقی،باب ماجاء عن الشافعی رحمه اللّٰه،فی مجانبة أهل الأهواء الخ، الجزء الاول،الصفحة ۴۶۹،مکتبة دار التراث القاهرة تهذیب الاسماء واللغات ،الجزء الاول من القسم الثانی،الصفحة ۲۲ و ۲۳ ،دار الکتب العلمیة بیروت۔

اسے مذموم قرار دیا جائے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ ان احسانات میں سے ہے جو قرونِ اولیٰ میں تھے کیونکہ کسی دوسرے کو طعام کھلانا جس میں کسی قسم کا گناہ بھی نہیں فلہٰذا یہ بدعت مندوبہ (مستحبہ) میں سے شمار ہوگا جیسے ابن عبد السلام کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

"قَوْلُهُ وَالثَّانِیْ الخ" ان کی یہ بات صحیح ہے لیکن یہ حرمت ان اشیاء سے ہے، خارج سے لاحق ہوئیں نہ کہ فی نفسہٖ میلاد شریف کے لئے جمع ہونا ہے مثلاً اگر یہی امور نمازِ جمعہ کے اجتماع میں پائے جائیں تو ان امور کی قباحت سے یہ نہیں لازم آئے گا کہ جمعہ کا اجتماع بھی قبیح ہو بلکہ رمضان شریف کی راتوں میں تراویح کے اجتماع میں مذکورہ امور میں سے بعض واقع ہو جاتے ہیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نمازِ تراویح بھی سرے سے حرام ہے کیونکہ اس میں ایسے امور نامشروع واقع ہوئے ہیں بلکہ یوں کہیں گے کہ نمازِ تراویح کے لئے اجتماع تو سنت اور قرب الٰہی کا اعلیٰ ذریعہ ہے البتہ یہ امور خارجیہ قبیح و شنیع ہیں۔ بعینہٖ یہی بات میلاد شریف کے بارے میں کہی جائے گی کہ میلاد شریف کے شعائر کے اظہار کا اجتماع تو مندوب (مستحب) اور قربِ الٰہی کا اعلیٰ سبب ہے لیکن جو امور خارجیہ نامشروع سرزد ہوتے ہیں وہ حرام و ممنوع ہیں۔

"قَوْلُهُ :مَعَ أَنَّ الشَّهْرَ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْهِ الخ" یعنی جس طرح یہ ولادت کا مہینہ ہے اسی طرح وفات کا بھی ہے۔

ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے اور شریعت مطہرہ نے ہمیں نعمت پر اظہارِ شکر اور مصیبت پر صبر وسکون کا حکم فرمایا ہے۔ مثلاً بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ کا حکم ہے تاکہ شکر اور بچے کی ولادت کی خوشی کا اظہار ہو لیکن اس کی موت پر کسی شے کے ذبح کا حکم نہیں بلکہ ہمیں آہ وزاری اور جزع وفزع کے اظہار سے روکا گیا ہے۔ شریعت کے ان قوانین سے ثابت ہوگیا کہ اسی مہینہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ جن میں سرور وفرح کا اظہار کیا جائے نہ کہ آپ کے وصال کے لئے حزن وغم۔

ابن رجب نے "کِتَابِ اللَّطَائِفِ" میں روافض کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ عاشوراء (محرم) کے دن کو سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی وجہ سے ماتم مناتے ہیں، بہت بُرا کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصیبت یا وصال کے دن کو ماتم کرنے کا حکم نہیں فرمایا پھر جو لوگ ان سے درجات میں کم ہیں ان کے لئے ماتم کرنا کیسا۔ (۱۴)۔

۱۴ کتاب اللطائف المعارف لابن رجب الحنبلی ،المجلس الثانی فی یوم عاشوراء،الصفحة ۱۱۳ ،دارابن کثیر دمشق بیروت.

﴾مذکورہ دلائل کی تائید ابن الحاج صاحب مدخل کی عبارت کی روشنی میں﴿

امام ابوعبداللہ بن الحاج نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں میلاد شریف پر کلام کرتے ہوئے تحقیق فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شریف اور اس پر اظہارِ شکر و دیگر اچھے امور تو جائز بلکہ مستحسن ہیں لیکن اس کے ساتھ جو نامشروع امور گھڑ کر گئے ہیں وہ نہایت مذموم ومقبوح ہیں۔ ہم اس کے کلام کو دو فصلوں پر منقسم کرکے ان کی عبارات کی توضیح کر دیتے ہیں۔

''فَصْلٌ فِی الْمَوْلِدِ''.

منجملہ ان کے بدعات کے جو لوگوں نے میلاد شریف میں ایجاد کئے اور ستم یہ کہ ان بدعات کو یہ لوگ بہت بڑی عبادت گردانتے ہیں مثلاً سرود وغیرہ جس میں سارنگی ونقارہ وغیرہ بجائے جاتے ہیں اور ان میں ان فضیلت بھرے ایام میں ایسی بدعات وبُرے کاموں میں مصروف رہتے ہی، سرود وغیرہ دوسرے عام ایام میں بھی ویسے ہیں چہ جائیکہ ان مبارک ایام میں بجائے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے فضیلت بخشی ہے۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ سرود اور ان ایام کو جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل برکت رکھی ہے، کیا مناسبت ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ایام میں کہ جن میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسی نعمت عطا فرمائی، عبادات سے شکر ادا کرتے لیکن برعکس اس کے بدعات کا ارتکاب کیا۔

سوال: ان ایام میں عبادات اور خیر وشکر کی ترغیب سے آپ بھی بدعت شنیعہ کے ارتکاب سے خالی نہیں رہے اس لئے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو ان ایام میں کسی عبادت اور شکر وخیر کا حکم نہیں فرمایا۔

الجواب: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے حال پر رحم کرتے ہوئے ان ایام میں کسی عبادت یا خیر وشکر کا حکم نہیں فرمایا تاکہ ان پر کوئی چیز فرض نہ ہو جائے اور آپ کی یہ عام عادت تھی کہ جہاں ملاحظہ فرماتے کہ ہمارے اس عمل سے امت پر فرضیت کا حکم صادر ہو جائے گا تو وہ عمل فوراً ترک فرما دیتے، یہاں بھی ایسے ہی ہے ہاں البتہ اس ماہ کی فضیلت اور اس کے خیر وشکر کا اشارۃً ارشاد فرمایا ہے جبکہ آپ سے سائل نے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا:

''ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ''. (۱۵) یعنی یہ وہ مبارک دن ہے جس میں ہماری ولادتِ مقدسہ ہوئی۔

۱۵ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أیام من کل شهر الخ، رقم الحدیث ۲۶۳۶، الصفحة ۵۳۴، دار الفکر بیروت.
مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی قتادة الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه، رقم الحدیث ۲۳۱۷۷، الجزء التاسع، الصفحة ۲۷۹، دار الکتب العلمیة بیروت.

پیر کے یوم کی فضیلت ربیع الاول کی فضیلت کو متضمن ہے فلہٰذا ہمیں لائق ہے کہ ہم اس ماہ کا پورے شان وشوکت سے احترام کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مہینوں پر اسے فضیلت بخشی ہے، ہم بھی اس کی فضیلت کا اعتراف کریں، اس کی دلیل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی:

"أَنَاسَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخرَ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ تَحتَ لِوَائِیْ". (۱۶)۔

یعنی میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور یہ کوئی فخر یہ بات نہیں اور آدم علیہ السلام اور دیگر سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

قاعدہ: جن ایام وامکنہ میں عبادت کی جاتی ہے اور ان کی وہ فضیلت اپنی ذاتی نہیں بلکہ کسی دوسرے معانی سے ہے جو ان میں مضمر ہیں۔ اب بات واضح ہے کہ پیر کے دن اور ماہ ربیع الاول کو کتنی بڑی فضیلت حاصل ہے کہ ان کو کائنات کے افضل ترین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے نوازا ہے۔ اس دن روزہ رکھنا کتنی بڑی فضیلت ہے اس لئے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کا دن ہے فلہٰذا ہمیں بھی لازم ہے کہ جب یہ ماہٗ مبارک آئے تو ہم اس کے عزت واحترام اور تعظیم واکرام میں کسی قسم کی کمی نہ کریں اور یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے۔

جبکہ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی اوقاتِ فاضلہ (اوقاتِ مبارکہ) میں نیکی میں اضافہ فرماتے ور خیرات بھی بکثرت کرتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَايَكُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ". (۱۷)۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت رمضان میں اور زیادہ ہوجاتی تھی۔

فلہٰذا ہمیں بھی حسبِ وسعت باتباع سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوقاتِ فاضلہ (اوقاتِ مبارکہ) کی تعظیم وتکریم لازم ہے۔

۱۶ مسند احمد بن حنبل، مسند بنی هاشم، مسند عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب رضی الله تعالیٰ عنه، رقم الحديث ۲۷۴۴، الجزء الثانی، الصفحة ۲۴۸، دار الكتب العلمية بيروت.

۱۷ صحيح البخاری، كتاب بدء الوحی، رقم الحديث ۶، الصفحة ۹، دار ابن كثير دمشق بيروت.

فصل

اگر معترض اعتراض کرے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو اوقاتِ فاضلہ (اوقاتِ مبارکہ) میں عبادت وغیرہ کا التزام فرمایا ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا لیکن یہ کہیں نہیں دکھا سکو گے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ ربیع الاول میں کسی قسم کا التزام واہتمام فرمایا ہو۔

جواب: قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کی تخفیف کا خیال زیادہ ملحوظِ خاطر ہوتا تھا خصوصاً وہ امر جو آپ کی خصوصیات سے متعلق ہوں مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح حرم قرار دیا لیکن باوجود اس کے اس پر حرمِ مکہ والے احکام مرتب نہیں ہوتے کہ نہ تو مدینہ طیبہ کا شکار حرام ہے اور نہ ہی اس کے درخت کاٹنے پر کوئی سزا مقرر، یہ صرف اپنی امت پر رحمت وشفقت کی بناء پر تھا، اسی جہت کو ضرور مدِ نظر رکھتے خواہ وہ کام پر فضیلت کیوں نہ ہو۔

اس مہینہ کی فضیلت کی بناء پر تکریم وتعظیم یوں ہونی چاہیے کہ اس میں عبادات وصدقات معمول سے زائد ہوں، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو کم از کم یوں تو ضرور کرے کہ بُرائیوں سے بچے اور اس کی تعظیم میں کسی قسم کی کسر نہ چھوڑے۔ اگرچہ یہ باتیں دوسرے مہینوں میں بھی مطلوب ہیں لیکن اس ماہ کی تعظیم میں خصوصیت سے اہتمام ہو جیسے رمضان شریف ودیگر تعظیم کے لئے تاکید شرعِ مطہرہ نے فرمائی ہے۔

تنبیہات

(۱) دین میں بدعت پھیلانے سے بچے۔

(۲) بدعت کے مقامات سے احتراز کرے۔

(۳) جو کام کرنے کے لائق نہیں ان کو چھوڑ دے (وہ خرابیاں کہ جن کی وجہ سے میلاد شریف ناجائز ہے)۔ بعض ناعاقبت اندیش اس کے برعکس کرتے ہیں کہ یہ بڑی شان والا مہینہ ربیع الاول شروع ہوتا ہے تو یہ لوگ لہو ولعب، دف، نقارہ وغیرہ بجانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ صرف سرود بجانے کے گناہ میں مبتلا رہتے تو بھی اتنا دکھ نہ ہوتا ظلم تو دیکھو کہ وہ اس عمل کو ادبِ نبوی سے تعبیر کرتے ہیں یہاں تک کہ سرود شروع کرتے وقت قرآنِ پاک کی تلاوت کراتے ہیں اور پھر سرود ان سے سنتے ہیں جو سب سے زیادہ خوش آواز ہو۔ یہی وہ وجوہ ہیں جو میلاد شریف کے فساد کا موجب بن جاتے ہیں، بلکہ بعض تو ایسے بیباک ہیں جو ان خرابیوں کو اور سنگین بُرائیوں کو ساتھ ملا دیتے ہیں وہ اس طرح کہ گانے بجانے والے خوش رُو اور

خوش آواز ہوں اور خوب ہیئت اور آراستہ لباس میں ملبوس ہو کر آئیں اور غزل گائیں اور آراستہ و پیراستہ ہو کر زینتِ مجلس ہوں۔ انہی وجوہ سے مجلس میں بیٹھنے والے بعض مرد و عورت فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی فتنہ سے فریقین میں بڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے اور اَن گنت نقصانات ہو جاتے ہیں جس سے زن و شوہر کے جھگڑے کے بعد طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے باوجودیکہ اس سے پہلے آپس میں شِیر و شکر ہوتے تھے۔ میلاد کے عدم جواز کا فتویٰ بھی اسی بنا پر ہے کہ اس میں گانا بجانا ہوتا ہے۔

﴿میلاد شریف ہیئت کذائیہ﴾

اگر مجلسِ میلاد سرود وغیرہ سے خالی ہو اور طعام پکا کر کھلایا جائے اور پھر اس میں نیت صرف میلاد کی ہی ہو اور لوگوں کو دعوتیں دیں اور مذکورہ خرابیوں سے محفوظ ہو تو یہ عمل بھی بدعت میں شامل ہوگا صرف اس کی نیت کی وجہ سے کیونکہ دین میں زیادتی کا ارتکاب ہے اور نہ ہی سلف صالحین کا عمل ہے اور نہ ہی ان سے منقول ہے کہ ایسی مجلس قائم کر کے اس کا نام میلاد رکھیں، ہمیں تو ان کی تابعداری کرنی ہے اور صرف اتنا ہی عمل کر سکتے ہیں جتنا ان کو عمل کرنے کی اجازت تھی۔

خلاصہ یہ کہ ابن الحاج نے میلاد کو بُرا نہیں سمجھا بلکہ جو امور نامشروعہ اس میں ہوتے ہیں ان کو غیر مستحسن قرار دیا ہے۔ گذشتہ کلام کے اول میں تصریح فرمائی ہے کہ اس ماہ مبارک ربیع الاول میں بانسبت دوسرے مہینوں کے عبادات صدقات خیرات وغیرہ زائد ہونے چاہئیں۔ ہمارا بھی میلاد شریف میں صرف تلاوتِ قرآن اور طعام پکا کر غرباء ومساکین کو کھلانا و دیگر امور خیر و برکت اور قربتِ الٰہی پر مشتمل ہے۔

سوال: ابن الحاج نے اسے چلتے چلتے بدعت بھی تو کہہ دیا ہے۔

جواب: یہ قول یا تو ابتدائی کلام کے مُناقض (منافی) سمجھا جائے اور ایک متبحر علامہ کے کلام میں تناقض (اختلاف) کا اعتبار غیر مناسب ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علامہ کا بدعت سے مقصود بدعتِ حسنہ ہے جسے ہم نے بھی اسے بدعتِ حسنہ میں کتاب ہٰذا کے اوّل میں لکھا ہے یا یوں جواب دیا جائے کہ میلاد تو فی نفسہٖ خیر و برکت ہے لیکن بدعت ہے تو صرف نیت کی وجہ سے ہے جسے اس نے خود اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "فَهُوَ بِدْعَةٌ بِنَفْسِ نِيَّتِه". یعنی میلاد بدعت ہے تو صرف نیت کی وجہ سے۔ اور فرمایا: "وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ نَوَى الْمَوْلِدَ". یعنی کسی ایک سے منقول نہیں کہ اس نے خیرات وصدقات کے وقت صرف میلاد کی نیت ہو۔ اس میں سے ظاہر ہوتا ہے کہ میلاد میں صرف نیتِ میلاد مکروہ ہے ورنہ نہ طعام پکانا مکروہ ہے اور نہ ہی مسلمانوں کو میلاد کی طرف بلانا مکروہ ہے۔ جب یہ بات طے ہوگئی تو علامہ ابن الحاج

کا ابتدائی کلام اس تقریر کے مخالف نہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو علامہ ابن الحاج نے ابتدائی کلام میں اس مہینہ ربیع الاول میں نیکی اور صدقات وخیرات کے لئے ترغیب دلائی ہے اور پھر اس میں اظہارِ شکر کے وجوہ بھی بتائے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ماہ مقدس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی۔ نیت کا معنی یہی ہوسکتا ہے ورنہ اوّلاً میلاد شریف کی تعریف کرنا اور پھر اس کی مذمت کرنے کا کیا معنی؟

سوال: نیکی اور دیگر صدقات وخیرات کر کے کوئی نیت نہ کرنا جس میں کسی قسم کا تصور نہ ہو، جب اس کا تصور اور نیت بھی نہ ہو تو وہ عبادت کیسی اور پھر ثواب کیسے، کیونکہ نیت کے بغیر کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔

جواب: میلاد شریف میں صرف یہ نیت ہو کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ پر شکر الٰہی کی ادائیگی ہو۔ نیت کا یہی معنی ہے اور یہ نیت مستحسن ہے جس میں کسی کو شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ (فَتَأَمَّلْ)۔

پھر ابن الحاج نے فرمایا بعض صاحبان میلادِ شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی غرض سے نہیں کرتے بلکہ اس ارادہ پر کرتے ہیں کہ کچھ پیسے ان کے بعض لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو میلاد شریف کی مجلس قائم کر کے ان لوگوں سے اپنی رقم جمع کر لیتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور منافقت کا ایک پہلو کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور، کیونکہ ظاہر تو بتاتا ہے کہ میں نے میلاد شریف صرف رضائے الٰہی اور آخرت کو سنوارنے کے لئے کیا ہے حالانکہ اندرونی طور پر پیسہ جمع کرنے کی سازش ہے، بعض لوگ صرف پیسہ کمانے کی غرض سے میلاد کرتے ہیں اور بس یا محض اس غرض سے میلاد کرتے ہیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں اور کاروبار چلے۔ ایسے لوگ شرعی مجرم ہیں اور انہی وجوہ سے میلاد شریف کے عدم جواز کے اسباب بنتے ہیں۔

اقول: ابن الحاج کا بیان مذکور بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نفسِ میلاد شریف تو کارِ ثواب ہے لیکن امورِ مذکورہ قبیح وغیر مستحسن فعل ہیں۔

استفتاء

شیخ الاسلام حافظ العصر حضرت ابوالفضل احمد بن حجر سے پوچھا گیا کہ کیا میلاد شریف کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: فرمایا میلاد شریف کرنا بدعت ہے قرونِ ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی ایک سے منقول نہیں کہ اُنہوں نے میلاد شریف کیا ہو ہاں! اس میں بعض امور ایسے پائے جاتے ہیں جو شرعاً مستحسن ہیں اور بعض امور نامشروع۔ امورِ مستحسنہ کے عمل کرنے اور نامشروع سے بچنے کی وجہ سے میلاد شریف کرنا بدعتِ حسنہ ہے ورنہ بدعتِ سیئہ۔ ویسے میلاد

شریف کرنے کا ثبوت مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف سے ہو جو صحیحین میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم لوگ اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو تو اُنہوں نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات بخشی، ہم ادائیگی شکر کی نیت سے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کوئی نعمت عطا کی ہو اس کی ادائیگی شکر بوجہ عطائے نعمت یا مصیبت کے دفع ہو جانے سے ادائیگی شکر کا عمل کیا جائے تو اور ہے اور اس معین دن کی یاد تازہ کرتے ہوئے سال بسال شکر کی ادائیگی کرنی چاہیے اور شکر کی ادائیگی کے کئی طریقے ہیں، عبادات کی صورت میں مثلاً سجدہ، روزہ، صدقہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کتنی بڑی نعمت ہے اگر اس نعمت ملنے پر اس ماہ میں اظہارِ شکر کیا جائے تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اظہارِ نعمت ماہ معین اور یومِ معین یعنی بارہ ربیع الاول کو ہی اظہارِ شکر ہوتا کہ یومِ عاشورا کی یاد جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے منائی گئی، کے مطابق ہو۔

بنابریں اس مطابق کو ملاحظہ کئے بغیر مہینہ ربیع الاول کے کسی دن میلاد شریف کر لیتے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے تو اس میں بھی توسیع کی ہے اور اس کا دائرۂ کار سال تک بڑھا دیا ہے۔ ان کے نزدیک سال کے کسی بھی دن میلاد شریف کیا جا سکتا ہے مقصد اس کا بھی وہی ہوتا ہے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ طیبہ کی خوشی منانا) یہ گفتگو تو اصل میلاد سے متعلق تھی۔

خلافِ اولیٰ چیزوں کا ترک بہتر ہے: جہاں تک ان اعمال کا تعلق ہے جو میلاد شریف میں کئے جاتے ہیں تو چاہیے کہ اس میں صرف ان امور پر اکتفا کیا جائے جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار ہو مثلاً تلاوتِ قرآنِ مجید، طعام کھلانا، صدقہ وخیرات، نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ایسے اشعار پڑھنا جن سے دل زندہ اور عبادت کی طرف مائل ہو اور امورِ خیر کی سرانجام اور آخرت کے لئے عمل کرنے کا شوق ہو۔ وہ باتیں جواز قبیل سماع اور لہو اور سرود وغیرہ کی جاتی ہیں اُن میں سے وہی اختیار کیا جائے جو کہ دائرۂ اباحت میں داخل ہو جس سے اس دن خوشی کا اظہار ہوتا ہو، ایسی چیزیں کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور جو چیزیں از قبیل حرام ومکروہ ہوں اُن سے احتراز کیا جائے، ایسے ہی جو چیزیں خلافِ اولیٰ ہوں اور غیر مناسب ہوں ان کو بھی ترک کر دیا جائے۔

میلاد شریف کی ایک اور اصل: میں کہتا ہوں کہ میلاد شریف کی ایک اور اصل حدیث شریف میں

ہے وہ یہ کہ امام بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ ایک بار ہی کیا جاتا ہے، دوسری بار نہیں کیا جاتا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ادائیگی شکر کے طور پر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا فرمایا اور اس سے امت کے لئے شرعی مثال قائم فرمانا بھی مقصود تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اپنے اوپر درود شریف پڑھا کرتے تھے تاکہ امت کے لئے شرعی اُصول بنا دیں۔لہٰذا ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلا د شریف کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہارِ شکر کریں جس میں دعوتِ طعام ہو اور اس طرح دیگر امورِ خیر سرانجام دیئے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

ابن الجزری کی ایمان افروز دلیل

امام القراء حافظ شمس الدین الجزری کی کتاب "عَرفُ التَّعرِیفِ بِالْمَولِدِ الشَّرِیفِ" میری نظر سے گزری ہے کہ ابولہب کو موت کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا عذاب ہو رہا ہے مگر شبِ دوشنبہ (یعنی پیر کی رات کو) میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور میں اپنی انگلی سے پانی چوس لیتا ہوں، یہ کہہ کر اُس نے اُس انگلی کی طرف کیا کیونکہ میں نے اس کے اشارے سے اپنی لونڈی ثوبیہ کو جب اُس نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی، آزاد کر دیا تھا اور اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

غور کیجئے کہ اگر ابولہب کو، جو کہ کافر ہے اور جس کی قرآنِ مجید میں صریح مذمت نازل ہوئی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی کرنے کی جزا دی گئی تو اُس مخلص اور موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہے اور آپ کی ولادت کی خوشی کرتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر حتی المقدور خرچ بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جزا ملے گی کہ وہ اُسے اپنے فضل و کرم سے جنتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

دمشقی کی روح پرور نعتِ میلاد

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی نے اپنی کتاب "مَورِدُ الصَّادِیُ فی مولد الھادی" میں لکھا ہے: یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابولہب پر ہر پیر کے دن عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ اُس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔اس کے بعد اُنہوں نے یہ اشعار کہے:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهُ   وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِى الْجَحِيْمِ

یعنی یہ کافر تھا جبکہ اس کی مذمت کتاب اللہ میں آئی ہے۔ٹوٹ گئے اس کے دونوں ہاتھ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

أَتَى اَنَّهُ فِىْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا   يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِأَحْمَدَا

یعنی حدیث میں آیا ہے کہ ہر پیر کے دن اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے کہ اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی تھی۔

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِىْ طُوْلَ عُمْرِهِ   بِأَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدَا

یعنی کیا خیال ہے اس بندۂ مومن کے بارے میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتا رہا اور توحید (وایمان) کی حالت میں جان، جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

﴿ایک شیخ طریقت کا عمل﴾

کمال ادفوی "اَلطَّالِعِ السَّعِيْدِ" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے ثقہ دوست ناصر الدین محمود بن العماد نے بیان کیا کہ ابوالطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی نزیل "قُوْص"، جو عالم باعلم تھے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت (بارہ ربیع الاول) کو مدرسے کے پاس سے گزرتے اور کہا کرتے اے فقیہہ! یہ دن عید ہے بچوں کو چھٹی کردو اور اپنے گھر واپس بھیج دو تو وہ ہمیں چھٹی دے کر گھروں کو واپس بھیج دیتے تو یہ ان کے عدم انکار پر دلالت کرنے والا فعل ہے اور یہ صاحب مذہبِ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فقیہ اور علوم میں صاحبِ فن، متقی اور متورع (نیکوکار) بزرگ تھے۔اُن سے ابوحیان وغیرہ نے اکتسابِ علم کیا،ان کی وفات ۶۹۵ھ میں ہوئی۔

فائدہ: ابن الحاج نے لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماہ ربیع الاول اور پیر کے روز ہوئی، رمضان شریف میں نہیں ہوئی جو قرآن کے نزول کا مہینہ ہے،جس میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے، نہ حرمت والے مہینوں (اشہر حرم) میں، نہ ہی پندرہ شعبان المعظم کی رات کو، نہ ہی جمعہ کے دن یا شبِ جمعہ کو۔
اس کا جواب چار صورتوں سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن تخلیق فرمایا،اس میں بہت بڑی تنبیہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خوراک، رزق، میوہ جات اور خیرات کی چیزیں تخلیق فرمائی ہیں۔ بنی نوع انسان کی نشو ونما اور گزر

ان سے وابستہ ہے جن سے اُن کے نفوس خوش ہوتے ہیں۔

(۲) ''رَبِیْـــعٌ'' کے لفظ میں، اس کے اشتقاق کی نسبت سے ایک اچھا اشارہ اور نیک فال پایا جاتا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن صقلی فرماتے ہیں کہ ہرایک انسان کے لئے اس کے نام میں سے اس کا حصہ ہے (یعنی نام کا اس کے بدن پر اثر پڑے گا)۔ (۳) ''رَبِیْعٌ'' (یعنی بہار) کا موسم، سب موسموں سے معتدل اور حسین ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی سب شریعتوں سے زیادہ معتدل اور آسان ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم نے چاہا کہ اس وقت کو خصوصی مشرف فرمائے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مذکورہ بالا اوقات میں سے کسی میں پیدا ہوتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ان اوقات کی وجہ سے ہے۔

☆......☆......☆......☆

ماہِ ربیع الاول شریف میں ان ہدایات پر عمل ضروری ہے

افاضات: حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، الحافظ، القاری پیر مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ محدث بہاولپوری۔

محافلِ میلاد شریف اور ماہ ربیع الاول میں ہر اُس چیز سے بچنا چاہیے جو شریعت سے متصادم ہو لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ محافلِ میلاد ہی کو بند کر دینا چاہیے بلکہ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ جو باتیں ماہ ربیع الاول اور محافلِ میلاد میں غیر شرعی نظر آئیں، ان کو ختم کیا جائے اور محافلِ میلاد کو زیادہ سے زیادہ مقامات پر منعقد کیا جائے جیسا کہ کعبۃ اللہ میں بتوں کے ہونے کی وجہ سے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو منع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس برائی (یعنی بتوں) کو دور کر دیا گیا لہٰذا اگر کسی جگہ خلافِ شرع بات یا کام نظر آئے تو آپ اس کی روک تھام کے لئے مناسب اقدام کریں مثلاً:

- کسی جگہ میوزک کے ذریعے محفل نعت سجائی گئی ہو تو اس کو منع کیا جائے گا اور اگر ایسا کرنا ناممکن یا مشکل ہو تو وہاں سے جانے سے گریز فرمائیں۔
- اسی طرح عورتوں کا اتنی آواز سے نعت پڑھنا کہ اجنبی مردوں تک آواز پہنچے، یہ منع ہے۔
- عورتوں کی محفلِ میلاد میں عورتوں کا بلا حجاب بن سنور کر مووی بنوانا، پھر اسے میڈیا پر چلوانا جسے ہر شخص دیکھے اور سنے، سخت منع ہے اور غیرتِ مسلم کے منافی ہے۔

۞ محافلِ میلاد کو اتنا طویل کرنا کہ نماز کا وقت ہی جاتا رہے، ناجائز و حرام ہے، ہاں اگر نماز باجماعت کا اہتمام ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۞ محافلِ میلاد میں وقت کی پابندی کا خیال رکھا جائے تاکہ لوگ دل جمعی کے ساتھ محفل پاک میں شامل رہیں۔

۞ محافلِ میلاد شریف میں خطاب کے لئے مستند عالم دین کو بلوائیں تاکہ وہ احادیث اور مستند واقعات عوام تک پہنچائیں، نام نہاد اسکالرز، پیشہ ور مقررین کو ہرگز نہ بلوائیں۔

۞ محافلِ میلاد، چراغاں اور نذر و نیاز کیلئے مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر پرچیوں اور بھتوں کے ذریعے چندہ وصول نہ کریں بلکہ احسن طریقے سے لوگوں کو سمجھا کر فنڈ مانگیں جو فنڈ دیں ان سے لے لیں، جو نہ دیں اِن سے کچھ نہ کہیں، خاموشی سے واپس لوٹ آئیں۔

۞ ایسے راستے میں محافل میلاد کا انعقاد کرنا جو کہ عوام الناس کی عام آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتا ہو، وہاں رکاوٹ کھڑی کر کے محافل میلاد کرنا مکروہ تحریمی ہے کہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔

۞ محافلِ میلاد میں بلند آواز سے بے دریغ مائیک اور ساؤنڈ سسٹم کا استعمال کرنا کہ اطراف کے گھروں میں بیمار، بچے، بوڑھے اور نوکری پیشہ افراد جن کو صبح کام پر جانا ہوتا ہے، ان کے آرام میں خلل پڑے، اس سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔ اس معاملے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ اگر محفل کرنی ہے تو آواز کم سے کم رکھیں اور رات گئے تک جاری نہ رکھیں، وقت پر ختم کر دیں۔

۞ محافلِ میلاد میں باوضو اور اچھے لباس کے ساتھ (سر ڈھانپ کر) شرکت کریں۔ نعت شریف اور ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہو کر سنیں، ہماری توجہ نہ ہو اور ہم اپنے عمل سے بے اعتنائی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہوں، یہ مناسب نہیں۔

۞ نذر و نیاز کا اہتمام کریں مگر آدھی رقم لٹریچر کی تقسیم پر خرچ کریں یعنی بارہویں والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مبنی رسالے، عید میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت کے پمفلٹ اور کتابچہ خوب تقسیم کریں تاکہ لوگ علم کی دولت سے بہرہ مند ہوں۔

۞ اس مبارک و پُر مسرت موقع پر غریب و نادار طلبہ کی امداد کریں، کھانے، کپڑے اور ضروریات زندگی کی تقسیم کا اہتمام کریں۔

۞ غریب بستیاں جس میں یتیم، مسکین، بیوہ عورتوں اور محتاجوں کی بڑی تعداد رہتی ہے، ان کی بھرپور مدد کی جائے، تاکہ وہ لوگ بھی اس خوشی میں شامل ہو جائیں۔

۞ جلوسِ میلاد میں غیر شرعی امور سے بالکل اجتناب کریں، سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ نیاز یا لنگر پھینکنے سے پرہیز کریں، عزت کے ساتھ شرکاءِ جلوس کے ہاتھوں میں دیں، خواتین کو ہرگز ہرگز جلوس میں نہ لائیں۔ (ویڈیو اور فوٹو بازی کے گناہ سے اجتناب کریں)۔

۞ جلوس کے گشت کے دوران نماز کا وقت ہو جائے تو جلوس روک کر باجماعت نماز ادا کریں، پھر آگے بڑھیں۔

۞ اگر رات شب بیداری کی وجہ سے نماز یا جماعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو شب بیداری نہ کریں اور نماز باجماعت کا خصوصی خیال رکھیں۔

۞ چراغاں دیکھنے کے لئے بھی خواتین کی آمدورفت کو روکا جائے تاکہ تماشا نہ بنے اور لوگ اس کو بنیاد بنا کر میلاد منانے والوں پر طعنہ زنی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں ادب کے ساتھ میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)۔

☆......☆......☆

☆......☆